الاستفتاء

مولانا محمد عبید اللہ خان عفیف، صدر مدرس
مسجد چینیانوالی لاہور

غیر مشفق باپ کی ولایت کا حکم

بخدمت جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو عرصہ ۱۴ سال سے معلقہ کر رکھا ہے، اس کی دو لڑکیاں ہیں جن کی کفالت ان کی ماں کر رہی ہے، اب شادی کے لائق ہیں۔ باپ مصر ہے کہ میں ان کی شادی اپنی مرضی سے کروں گا جب کہ لڑکیاں اور ان کی والدہ اس کی ولایت کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اب فرمائیے کیا ہونا چاہیے۔ بینوا بالدلیل وتوجروا۔

(سائل مولانا ابراہیم ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث ضلع قصور)

الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب۔ بشرط صحت سوال وبشرط صحت کاتب واضح ہو کہ فقہائے اسلام کے نزدیک ولی کی ولایت ولیہ (باکرہ ہو یا ثیبہ) کے حق میں شفقت اور اس کی خیر خواہی پر مبنی ہے۔ یعنی اگر ولی کے گوشہ دل میں اپنی ولیہ (زیر تولیت باکرہ یا ثیبہ) کے لیے شفقت اور خیر خواہی کا جذبہ صادقہ موجزن ہو تو وہ ولی جید الاختیار ہے ورنہ وہ ولیہ کے حق میں ولی سیئ الاختیار ہو گا، اور سیئ الاختیار ولی ولایت کے استحقاق سے شرعاً محروم الاختیار رہتا ہے، جیسا کہ ولی کے تسمیہ میں بھی اس کے مقصود پر تنبیہ ہے

هو البالغ العاقل الوارث ولو فاسقاً على المذهب ما لم يكن متهتكا

رد المحتار مع حاشیہ ص ۳۲۱/۲۔

اور طحطاوی میں ہے:

قوله ما لم يكن متهتكا الا و لى ان يزيد او سيئ الاختيار مجانة او فسقا۔

اور پھر سیئ الاختیار کی تفصیل میں طحاوی لکھتے ہیں:

والظاهر انهما لا يحسنان التصرف اما لطمع او سفه او غير ذلك كذا

فی الفتاوی الہندیہ ص۱۷۲ ج۲ طبع دہلی۔

یعنی اگر باپ یا دادا، ذاتی اغراض، کم عقلی وغیرہ کی وجہ سے اپنی ولیہ کا روشن مستقبل مدنظر نہ رکھیں، تو ان کی ولایت کالعدم قرار پاتی ہے۔

ہدایہ میں ہے، ولنا ما ذکرنا من تحقق الحاجۃ ووفور الشفقۃ صفحہ ۳۱۶ جلد دوم۔ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے الاب اشفق ما لم یکن مفسدا اوخائنا اومتھتکا کذا فی الفتاوی الہندیہ ص۲۲۹ ج۲ یعنی باپ اپنی بیٹی کے حق میں زیادہ شفیق اور اس کا خیر خواہ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مفسد، خائن اور نقصان کرنے والا نہ ہو۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ جب باپ اپنی لڑکی کے حق میں اپنے پہلو میں نرم گوشہ رکھتا ہو تو پھر اس کی ولایت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ وہ اپنی لڑکی کے بارے میں حق ولایت کے استحقاق سے محروم ہو جاتا ہے فقہاء کی مذکورہ بالا فقہیات کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

ومن طریقہ الطبرانی فی الاوسط باسناد اخر حسن عن ابن عباس لا نکاح الا بولی مرشد او سلطان کذا فی فتح الباری ص ۔ و تحفۃ الاحوذی ص۱۷۵ ج۲ کہ نکاح یا تو خیر خواہ ولی کی اجازت سے شرعاً منعقد ہوتا ہے یا پھر بادشاہ کی اجازت سے۔

فقہاء کرام اور پھر حضرت ابن عباسؓ کی اس حدیث کے مطابق جید الاختیار ولی میں شرعاً دو شرطوں کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ اول یہ کہ وہ اپنی ولیہ کے حق میں سب سے زیادہ شفیق اور اس کا پورا خیر خواہ ہو۔ ثانی یہ کہ وہ عاقل بالغ مرد ہو۔ بالفاظ دیگر جس باپ میں یہ دونوں شرطیں یا کوئی ایک شرط مفقود ہو گی تو وہ جید الاختیار ولی کے علی الرغم سیئ الاختیار ولی ٹھہرے گا۔ اور اس صورت میں اس کا حق ولایت کالعدم ہو گا۔

چونکہ سوال کی خط کشیدہ عبارت سے بظاہر یہی متبادر ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کے حق میں شفقت سے کورا ہے ورنہ اس کی لڑکیاں اس سے باغی نہ ہوتیں۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی درایۃ۔

لہٰذا فقہاء کرام اور مذکور الصدر حدیث کے مطابق ان لڑکیوں کا باپ ان کا ولی نہیں رہا۔ پس ان لڑکیوں کی والدہ ان کے شرعی کفو انتخاب کر کے اور مہر مثل کا معاہدہ طے کر کے متعلقہ

کونسل کے چیرمین یا پھر گاؤں کی پنچایت کے ذریعہ کسی دانا اور مخلص رشتہ دار کو ولی مقرر کر کے اپنی لڑکیوں کا نکاح پڑھا سکتی ہے اور یہ نکاح شرعاً صحیح نکاح ہوگا۔ چنانچہ امام ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد مالکی رقم طراز ہیں۔

(الموضع الرابع : فی عضل الاولیاء) واتفقوا علیٰ انہ لیس للولی ان یعضل ولیتہ اذا دعت الی کفوء وبصداق مثلھا وانھا ترفع امرھا الی السلطان فیزوجھا ماعدا الاب ۔ بدایۃ المجتہد ص۱۲ ج۲)

فیصلہ: بہتر تو یہ ہے کہ دونوں روٹھے ہوئے میاں بیوی اپنی لڑکیوں کے روشن مستقبل کے پیش نظر باعزت اور پرامن سمجھوتہ کرلیں۔ اگر اس روٹھے ہوئے جوڑے نے روٹھے رہنے کی قسم اٹھا رکھی ہے تو اپنی لڑکیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے بعد پھر روٹھ جائیں۔ اس کا ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ماں کی مرضی کے تحت پڑھائے گئے نکاحوں کے بعد لڑکیاں اپنے باپ کی انتقامی اور قانونی چارہ جوئی کے تھپیڑوں سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ورنہ ممکن ہے کہ باپ اس اقدام کو اپنی عزت کا سوال بنا لے۔ دوسرا یہ کہ حدیث لانکاح الا بولیؒ کے عمومی حکم پر ذاتی اغراض کا غبار نہ پڑے گا۔ اگر میاں صلح کے لیے کسی طرح بھی صلح نہ کرے تو پھر لڑکیوں کی والدہ مذکورہ بتائے گئے طریقہ کے ساتھ اپنی لڑکیوں کا نکاح پڑھا سکتی ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ یہ جواب صرف بشرط صحت سوال ہے یعنی جب لڑکیوں کے والد نے اپنے اختیار سے لڑکیوں کی کفالت سے ہاتھ کھینچا ہو اگر بیوی اور برادری کی پیدا کردہ ناجائز اور ناقابل برداشت مجبوریوں کے تحت لڑکیوں کے والد نے ان کی اور ان کی ماں کی کفالت سے ہاتھ کھینچا ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر کسی طرح بھی یہ نکاح صحیح اور جائز نہ ہوں گے۔ یہ اور بات ہے کہ فقہاء حنفیہ نے باکرہ بالغہ کو اس کے ولی کی اجازت کے علی الرغم اجازت دی ہوئی ہے۔ ان کا یہ فتویٰ نہ صرف کتاب وسنت کی نصوص صریحہ کے خلاف جاتا ہے بلکہ اسلامی معاشرہ کی پراگندگی کا بھی سبب بنتا ہے۔ یعنی عدالتوں سے نام نہاد غیر شرعی اجازت کے ذریعہ زنا کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔